فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آپ کے شرعی مسائل کا حل

فتاویٰ یسئلونک دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

رمضان ایڈیشن | شمارہ 112 | جمعۃ المبارک 10 رمضان المبارک 1442ھ 23 اپریل 2021ء

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- روزے کی حالت میں کووڈ کا TCR ٹیسٹ کروانا
- روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا
- فدیہ کی ادائیگی استطاعت کے مطابق ہونا ضروری ہے؟ غریب آدمی کا فدیہ
- تجارت کی نیت سے خریدی گئی زمین پر زکوۃ کا حکم
- ہر مال پر زکوۃ لازم ہے یا زکوۃ کی تاریخ پر موجود مال پر
- ۵۰ لاکھ کا مکان فروخت کر کے نئے مکان کے لئے زکوۃ لینا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

روزے کی حالت میں کووڈ کا TCR ٹیسٹ کروانا

سوال: روزے کی حالت میں کووڈ کا ٹیسٹ کروانا صحیح ہے یا نہیں؟ ٹیسٹ کرنے کا طریقہ TCR ٹیسٹ کا ہے، جس میں ناک یا حلق کے اندر پائپ ڈال کر حلق کے اندر سے رطوبت لی جاتی ہے اور پھر ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا TCR ٹیسٹ کے ذریعے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: کرونا وائرس ٹیسٹ میں ناک کے اندرونی حصے کی رطوبت اور حلق کے ارد گرد لگی ہوئی رطوبت لینے کے لیے ناک یا حلق میں جو پلاسٹک کی اِسٹک ڈالی جاتی ہے، اس میں یا اس کے ایک کنارے پر لگی ہوئی روئی میں کسی طرح کا کوئی کیمیکل وغیرہ شامل ہو تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر اس میں کسی بھی قسم کی دوائی شامل نہ ہو، صرف خشک نلکی ہو، ایک بار ڈال کر اندر گھما کر واپس نکال لی جاتی ہو یعنی ناک یا حلق کی رطوبت لینے میں پیٹ یا دماغ میں کوئی دوا یا کیمیکل نہیں جاتا۔ تو ایسی صورت میں روزے کی حالت میں کرونا وائرس ٹیسٹ کے لیے ناک یا حلق کی رطوبت دینا جائز ہے، اس سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، تاہم بہتر یہ ہے کہ رات کے وقت ٹیسٹ کروایا جائے۔

لأن فساد الصوم متعلق بالدخول شرعا، قال النبی صلى الله عليه وسلم: «الفطر مما يدخل، والوضوء مما يخرج» علق كل جنس الفطر بكل ما يدخل، ولو حصل لا بالدخول لم يكن كل جنس الفطر معلقا بكل ما يدخل لأن الفطر الذى يحصل بما يخرج لا يكون ذلك الفطر حاصلا بما يدخل (بدائع الصنائع، ۹۲/۲)

وكذا لو ابتلع خشبة أو خيطا ولو فيه لقمة مربوطة إلا أن ينفصل منها شيء. ومفاده أن استقرار الداخل فى الجوف شرط للفساد بدائع (الدر المختار، ۳۹۶/۲)

(قوله: وكذا لو ابتلع خشبة) أى عودا من خشب إن غاب فى حلقه أفطر وإلا فلا (قوله: مفاده) أى مفاد ما ذكر متنا وشرحا وهو أن ما دخل فى الجوف إن غاب فيه فسد وهو المراد بالاستقرار وإن لم يغب بل بقى طرف منه فى الخارج أو كان متصلا بشيء خارج لا يفسد لعدم استقراره. (رد المحتار، ۳۹۷/۲)

روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا

سوال: روزے کی حالت میں انجکشن لگوا سکتے ہیں کورونا کی ویکسین۔

جواب: انجکشن میں چونکہ دوا مسامات سے اندر جاتی ہے کسی منفذ سے نہیں اس لئے روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا جائز ہے۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

لأن الموجود فى حلقه أثر داخل من المسام الذى هو خلل البدن والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ للاتفاق على أن من اغتسل فى ماء فوجد برده فى باطنه أنه لا يفطر وإنما كره الإمام الدخول فى الماء والتلفف بالثوب المبلول لما فيه من إظهار الضجر فى إقامة العبادة لا؛ لأنه مفطر. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۳۹۵/۲)

فدیہ کی ادائیگی استطاعت کے مطابق ہونا ضروری ہے؟ غریب آدمی کا فدیہ

سوال: اکثر عمر رسیدہ افراد روزے کا فدیہ ادا کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس فدیہ کی ادائیگی کا تعلق کیا انسان کی مالی حیثیت سے ہے، یعنی ایک انسان غریب بھی ہوسکتا ہے، امیر بھی اور متوسط بھی، کیا یہ فدیہ اسی طرح ادا کرے گا جو طریق صدقۂ فطر ادا کرنے کا ہے، یا ایک امیر انسان اپنا فدیہ اس ریٹ پر ادا کرسکتا ہے جو ایک ایورج ریٹ ہے۔ اسکے علاوہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کے مشکل سے گزارا کرتے ہیں، یعنی یا تو ای اوبی آئی کی طرف سے ملنے والی رقم یا اولاد کفالت کر رہی ہے، ان کا فدیہ کس طریقے پر ادا کیا جائے گا؟

جواب: جو شخص بڑھاپے یا مسلسل کسی بیماری کی وجہ سے روزے پر قادر نہیں، نہ ہی مستقبل میں اس کی کوئی امید ہے کہ صحت نصیب ہو گی تو ہر روزے کے بدلے میں اپنی مالی حیثیت اور استطاعت کے مطابق پونے دو کلو گندم یا ساڑھے تین کلو جو یا کھجور یا کشمش یا ان کی قیمت بطور فدیہ دے سکتا ہے، امیر آدمی بھی اگر اوسط درجہ کا فدیہ دے تو فدیہ ادا ہو جائے گا البتہ بہتر یہ ہے کہ مالی حیثیت کے مطابق فدیہ ادا کرے، فدیے کی ادائیگی کے بعد صحت یاب ہو گیا تو دوبارہ

قضا کرنا ضروری ہے۔ نیز واضح رہے کہ زندگی میں نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی اجازت نہیں اگر کوئی زندگی میں نمازوں کا فدیہ ادا کرے تو فدیہ ادا نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص کے پاس اپنی ملکیت میں اتنا مال نہ ہو کہ وہ اپنے روزوں کا فدیہ ادا کر سکے تو اس کے ذمہ فدیہ کی ادائیگی لازم نہیں وہ توبہ و استغفار کرے اگر کوئی اس شخص کی اجازت سے اس کے روزوں کا فدیہ ادا کر دے تو فدیہ ادا ہو جائے گا۔

فالشیخ الفانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارة کذا فی الهدایة. والعجوز مثله کذا فی السراج الوهاج. وهو الذی کل یوم فی نقص إلی أن یموت کذا فی البحر الرائق. ثم إن شاء أعطی الفدیة فی أول رمضان بمرة، وإن شاء أخرها إلی آخره کذا فی النهر الفائق. ولو قدر علی الصیام بعد ما فدی بطل حکم الفداء الذی فداه حتی یجب علیه الصوم هکذا فی النهایة. (الفتاوی الهندیة (۱/۲۰۷)

ولو فدی عن صلاته فی مرضه لا یصح بخلاف الصوم. (قوله ولو فدی عن صلاته فی مرضه لا یصح) فی التتارخانیة عن التتمة: سئل الحسن بن علی عن الفدیة عن الصلاة فی مرض الموت هل تجوز؟ فقال لا. وسئل أبو یوسف عن الشیخ الفانی هل تجب علیه الفدیة عن الصلوات کما تجب علیه عن الصوم وهو حی؟ فقال لا. اهـ. وفی القنیة: ولا فدیة فی الصلاة حالة الحیاة بخلاف الصوم. اهـ. أقول: ووجه ذلك أن النص إنما ورد فی الشیخ الفانی أنه یفطر ویفدی فی حیاته، حتی إن المریض أو المسافر إذا أفطر یلزمه القضاء إذا أدرك أیاما أخر وإلا فلا شیء علیه، فإن أدرك ولم یصم یلزمه الوصیة بالفدیة عما قدر، هذا ما قالوه، ومقتضاه أن غیر الشیخ الفانی لیس له أن یفدی عن صومه فی حیاته لعدم النص ومثله الصلاة، ولعل وجهه أنه مطالب بالقضاء إذا قدر، ولا فدیة علیه إلا بتحقیق العجز عنه بالموت فیوصی بها، بخلاف الشیخ الفانی فإنه تحقق عجزه قبل الموت عن أداء الصوم وقضائه فیفدی فی حیاته، ولا یتحقق عجزه عن الصلاة لأنه یصلی بما قدر ولو مومیا برأسه، فإن عجز عن ذلك سقطت عنه إذا کثرت، ولا یلزمه قضاؤها إذا قدر کما سیأتی فی باب صلاة المریض، وبما قررنا ظهر أن قول الشارح بخلاف الصوم أی فإن له أن یفدی عنه فی حیاته خاص بالشیخ الفانی تأمل. (الدر المختار وحاشیة ابن عابدین (رد المحتار) (۲/۷۴)

تجارت کی نیت سے خریدی گئی زمین پر زکوۃ کا حکم

سوال: کیا تجارت کی نیت سے خریدی گئی زمین کا نصاب ۲.۵ % ہے؟ اگر زمین نقد پر لی ہے تو زکوۃ قیمت خرید پر آئے گی یا مارکیٹ ویلیو کو مدنظر رکھا جائے گا؟ اور اگر زمین ماہانہ اقساط کے ذریعہ خریدی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو زمین تجارت کی نیت سے خریدی گئی ہے اس کی قیمت فروخت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ زکوۃ کے حساب کا طریقہ یہ ہے کہ نصاب پر سال پورا ہونے کے دن، اپنی ملکیت میں موجود سونا، چاندی اور تجارت کی نیت سے خریدے ہوئے مال کی قیمت فروخت لگا کر اس کے مجموعہ میں نقدی جمع کی جائے، پھر مجموعی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی جائے گی۔

اگر زمین رہائشی ضرورت کے لیے خریدی گئی ہے تو اس پر زکوۃ لازم نہیں۔

الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت إذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب کذا فی الهدایة. (الفتاوی الهندیة (۱/۱۷۹)

أما العقار الذی یسکنه صاحبه أو یکون مقراً لعمله کمحل للتجارة ومکان للصناعة، فلا زکاة فیه. (الفقه الإسلامی وأدلته للزحیلی (۳/۱۸۶۶)

ہر مال پر زکوۃ لازم ہے یا زکوۃ کی تاریخ پر موجود مال پر

سوال: پچھلے سال ۲۰ ہزار ڈالر میری ملکیت میں تھے اس دوران پیسے آتے رہے خرچ ہوتے رہے تو کیسے حساب کروں کہ پورا سال کون کون سا مال میری ملکیت میں رہا اور کون سا خرچ ہو گیا اب سوال یہ ہے کہ پورے سال جو مال میری ملکیت میں آ رہا ہے اور خرچ

ہو رہا ہے اس سب کا حساب رکھوں یا پھر سال پورا ہونے پر جتنا بھی مال ہو اس کی زکوۃ ادا کروں برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: قمری ماہ کی جس تاریخ میں آپ صاحب نصاب ہوئے تھے وہی تاریخ آپ کی زکوۃ کے حساب کے لئے متعین رہے گی، اس تاریخ میں آپ کے پاس سونا، چاندی، مال تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ ایک روز قبل ہی ملا ہو سب پر زکوۃ فرض ہوگی، زکوۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا اداجب چاہیں کریں۔ اگر درمیان سال میں بقدر نصاب مال نہیں رہا پھر متعین تاریخ میں نصاب پورا ہو گیا تو بھی زکوۃ فرض ہے، البتہ اگر درمیان میں مال بالکل نہیں رہا تھا اب پھر جس تاریخ میں صاحب نصاب ہوں گے وہ تاریخ متعین ہوگی اگر صاحب نصاب بننے کی تاریخ یاد نہ ہو تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کا ظن غالب ہو وہ متعین ہوگی اگر کسی تاریخ کا ظن غالب نہ ہو تو خود کوئی تاریخ متعین کرلیں، اس میں انگریزی سال سے حساب کرنا درست نہیں۔

(قوله ونقصان النصاب فی الحول لا یضر إن کمل فی طرفیه)؛ لأنه یشق اعتبار الکمال فی أثنائه إما لا بد منه فی ابتدائه للانعقاد وتحقیق الغناء، وفی انتهائه للوجوب، ولا کذلك فیما بین ذلك لأنه حالة البقاء.(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحة الخالق وتکملة الطوری (۲/ ۲۴۷)

50 لاکھ کا مکان فروخت کر کے نئے مکان کے لئے زکوۃ لینا

سوال: مفتی صاحب ایک سوال کا جواب مطلوب ہے کہ ایک صاحب اپنے ذاتی مکان میں رہائش پذیر ہیں جس کی مالیت ۵۰ لاکھ روپے ہے مگر انہیں وہاں پانی اور بجلی کی فراہمی کی معطلی کے حوالے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ دوسرے علاقے میں جہاں یہ سہولیات موجود ہیں وہاں مکان ۷۵ لاکھ روپے میں مل رہا ہے تو کیا وہ یہ گھر بیچ کر بقیہ جو رقم درکار ہے وہ زکوۃ کی مد سے لے کر دوسرا مکان لے سکتے ہیں۔

جواب: واضح ہو کہ جس شخص کی ملکیت میں سونا، چاندی، مال تجارت اور نقدی کا مجموعہ یا ان میں سے ایک دو چیزیں موجود ہوں جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہو وہ شرعا نصاب کا مالک ہے اس پر زکوۃ فرض ہے اس کے لئے دوسروں سے زکوۃ لینا ناجائز اور حرام ہے۔

اس وضاحت کے بعد مذکورہ شخص کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے مکان فروخت کر کے دوسرا مکان زیادہ قیمت کا خرید لیا جس کی وجہ سے مقروض ہو گیا، اب اس کے پاس قرض کی ادائیگی کا انتظام نہیں ہے تو اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا لیکن مذکورہ مکان بیچنے سے پہلے مہنگا مکان خریدنے کے لئے کسی سے زکوۃ لینا جائز نہیں۔ نیز اگر مکان فروخت کر دیا اس کے بعد ابھی تک دوسرا مکان نہیں خرید ا اس دوران بھی زکوۃ لینا جائز نہ ہوگا۔

لا یجوز دفع الزکاة إلی من یملك نصابا أی مال کان دنانیر أو دراهم أو سوائم أو عروضا للتجارة أو لغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة هکذا فی الزاهدی والشرط أن یکون فاضلا عن حاجته الأصلیة، وهی مسکنه، وأثاث مسکنه وثیابه وخادمه، ومرکبه وسلاحه، ولا یشترط النماء إذ هو شرط وجوب الزکاة لا الحرمان کذا فی الکافی. ویجوز دفعها إلی من یملك أقل من النصاب، وإن کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی. ولا یدفع إلی مملوك غنی غیر مکاتبه کذا فی معراج الدرایة.(الفتاوی الهندیة (۱/ ۱۸۹)

ختم شد